

صُوفی تبسم مرحوم

بخاری اور ساک

بخاری اور سالک پرانے دوست تھے، دونوں میں اشتراک کی ذوق تھا، دونوں ایک دوسرے کے ہمسوا تھے اور سب سے بڑی پات یہ تھی کہ دونوں کے دل خلوص سے لہریز تھے،

مطح نظر ایک تھا۔ زندگی کے کاروبار میں ایک دوسرے کو سمجھتے اور بجاپت تھے، میدان عمل میں مدتوں ایک دوسرے کا ساتھ رہتا تھا، انگریزتی عملداری میں اجنبی سیاست کے ہاتھوں ملک و ملت کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں تھیں، رفیقانِ کاروبار ان طریقت کی مخلوقوں میں یہٹھ کر جسمانی بخان و ذہنی کوفت دور کرنے کے لئے باہم مل کر قشے بھی لگاتے تھے اور بقول حافظ

بزرگ دل زنافی نظرے بماه روی

کبھی کبھی یہ دو یار ان یک دل ایک ساتھ بیٹھ کر دل کی اشیاق انگریزوں میں گرم گرم آنے بھی بھانتے اور گداز قلب و رقت دل سوری کے مزے بھی اٹھاتے تھے لیکن انسانی قدم کبھی کبھی دمکھا بھی جاتے ہیں اور دلوں کی یگانگت کے باوجود ٹھاں میں مختلف سبتوں پر پڑتی ہیں۔ موڑ ہونہ ہو دوڑا ہے کھینز نہ کھینز نہ لٹل ہی آتے ہیں۔

اے کہ ہمراہ موافق زخمی می طلبی

آں قدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید

بخاری اور سالک میں کسی بات پر اختلاف ہوا اور باوجود انتہائی الفت تکمیل، یا گلگت اور یا، کسی موافقت

ایک دوسرے سے پھر ڈگئے۔

لیکن قدم کتنے ہی الگ کیوں نہ ہوں، دلوں کی واپسی ہمیشہ اپنا اثر دکھاتی ہے۔ خلوص شرارتے ایک بار دو طے ہوئے دل جدا ہو کر بھی درست پیوں سمجھی کی کہ غیر شوری طور پر گلہ و شکایت سے گزر کر تائی گوئیوں کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن یہ تمام ہاتھیں طاپ کی ایک دبی ہوئی اسٹنگ کا پتہ دتی ہیں اور دو دلوں کے خضیر جذبات کی غیر مخصوصانہ سی و کوشش کا سہارا اڑھونڈتے نظر آتے ہیں۔ یہی حال بخاری و سالک کا تھا۔ وہ جب کبھی دوستوں میں بیٹھتے تو ایک دوسرے کو ضرور یاد کرتے۔ اس یاد میں تلمی بھی ہوتی۔ مگر اس تلمی میں ہمیشہ اخلاص مندانہ دوستی کی شیرینی بھی ہوتی۔

بخاری اور یطرس

حصول آزادی کے بعد پروفیسر پترس ریڈیو چھوڑ کر لاہور آئے اور گورنمنٹ کالج کے انتظامی امور کی باتیں ڈور سنبھالی۔ علم و ادب کے اجتماعوں کے ساتھ ساتھ دوستوں کی مخلصین گرم ہوتیں۔ سالک صاحب سے

تورو ز کا ملتا تھا۔ لیکن جب کبھی یہٹے کوئی دوست کوئی گرم گرم طبیعتا ہوا شعر سناتا اور اس شعر کی جذباتی کک دلوں کو گد گدانے لگتی اور احساسات کی والماہنہ کیفیت سرور و سوز اور سوز و ساز کی ایک دنیا بادتی تو یہ ثقہت اس کے کمی نہ کمی گوشے میں ایک خلاہ ساموس ہونے لگتا۔ اور شاہ جی یاد آ جاتے۔ اور پھر ان کے یاد آتے ہی احباب ایک اور ہی فضا میں کھو جاتے اور پھر جب ہوش میں آتے تو پھر س میری طرف گھوڑ کر درجھتے گویا اس خلاہ کا میں ہی پیدا کرنے والا تھا۔

ایک دن تنہائی میں میں نے سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا ابھی امر سر جاؤ اور شاہ جی کو ہمراہ لے آؤ۔ آج سرپر کو یہ اجتماع ہو کر رہے گا۔ حب معمول دوستوں کو ٹھیک فون پر اطلاع کر دی گئی۔ میں نے شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہو کر کھما۔ آج زندہ دل ان پنجاب یعنی احباب کی تیسوں سالگرہ ہے۔ تین بجے سرپر کو شاہ جی پھر س کی کوٹھی کے فراخ صحن میں یہٹے احباب کا انتظار کر رہے تھے۔ سالگرہ کی تحریک کا وقت قریب آ رہا تھا۔ پھر س اور میں چکے سے سالک صاحب کے مکان پر گئے اور انہیں کار میں سوار کیا اور جل پڑھے۔ موڑ کی رفتار دھمی تھی اور پھر اس روز معمول سے زیادہ باتیں کر رہے تھے۔ نظر سے زیادہ شعر میں لگنگو ہو رہی تھی۔ وہ بار بار حافظ کا یہ شعر دہرا تھے اور خود ہی واہ واہ کہتے ٹپے جا رہے تھے۔

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث یار کر گکراز می کنیم

اجاہک پھر س نے کہا "سالک صاحب اولادت کے کمی صاحب ذوق ستم ظریف بشر نے اپنے ملک کے مختلف برگزیدہ مصنفوں سے "سیر اعتیقہ" کے موضوع پر مصائب لکھوانے میں۔ واللہ لوگوں نے کیا کیا مزے کی باتیں کی ہیں۔ بار بار انہیں پڑھنے کو جی چاہتا ہے، کہتا ہے کہ:-

"اگر کبھی مجھے دو چیزوں میں سے ایک کو اختیاب کرنا پڑے (ملک و

دوست) تو اللہ سے دعا ہے مجھے اتنی ہمت دے کہ دوست کا ساتھ نہ چھوڑوں"

بات ہے تو کافرانہ اور مجرمانہ لیکن ظالم نے کیا بات کہہ دی ہے۔ ہم شعر چھوڑ کر اسی فقرے میں کھو گئے۔

تحوڑی دیر بعد موڑ کوٹھی میں داخل ہوئی۔ عطاہ اللہ شاہ بخاری کوٹھی کے باہر ایک وسیع صحن کے گوشے میں دوستوں میں یہٹے مصروف لگنگو تھے۔ سالک نے زین پر قدم رکھا۔ بخاری چند لوگوں میں کیا ہزاروں میں چھپ نہ سکتے تھے۔ سالک نے ایک نظر میں انہیں دیکھ لیا اور بے ساختہ بول اٹھے۔

"اچھا یہ بات ہے"

اب وہ ہم سے بہت آگے تیز تیز چل رہے تھے شاہ جی کا رخ دوسری طرف تھا۔ وہاں پہنچتے ہی انہوں نے شاہ جی کے کنڈھوں پر ہاتھ رکھا، انہوں نے گھبرا کر پچھے کی طرف دیکھا، سالک کھڑے تھے، بولے: "سبحان اللہ!

چھوں او آمد در آمد ازور آش

دو دوست قدر شناسند عهد صحبت را
که مدت ببرندند و باز پیوستند
بخاری نے پوچھا نظیری ہے۔ میں نے تکمائنیں سعدی، اس پر انہوں نے نظیری کی یہ غزل چھپری
چہ خوش است از دو یک دل سر حرف باز کردن
سنن گر شتر لگفن گلم را دراز کردن
اور جب وہ اس شعر پر نظر پڑے

تو اگر ببور سورتی جخاں زن نیامد
بجز از و دعاء جانت زسر نیاز کردن
دونوں کی نظریں ایک بار پھر ملیں، دونوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب املا آیا، اللہ جانے یہ آنسو کب
کے رکے ہوتے تھے۔ وہ انہیں صرفت کی بخشی میں چھپانے کی کوشش کرتے رہے لیکن نہ چھپا سکے۔
محفل پر خاموشی طاری تھی، دفعۂ شاہ جی نے ایک بھری آہ کھینچی اور مسکرا دیئے سجان اللہ یہ تیوں
سالگرہ ہے، اللہ کرے ایسی سالگرہ روز ہوا اور میں اور سالک مل بیٹھیں۔
کتنا پر غلوص تھا یہ دل جہاں سے یہ آواز نکلتی تھی۔

تاریخ ہائے دفات

۱۶۹

- (۱) مفتاح شریعت عطاء اللہ شاہ - (۲) والار تب سید عطاء اللہ شاہ فوت شد - (۳) رفتان امیر شریعت - (۴) مزبان علوم شہ بخاری - (۵) شام غم علامہ روزگار - (۶) مقبول دوران سید عطاء شاہ خلد آشیان - (۷) عطار نطفن سید عطاء اللہ شاہ خلد آشیان - (۸) سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور علی نور - (۹) علامہ روزگار امیر شریعت عطاء اللہ جا - (۱۰) علم دین امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ - (۱۱) جلال علامہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ - (۱۲) نگہ واپسین امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ - (۱۳) آوح مزار نیکو قلب امیر شریعت سید عطاء اللہ - (۱۴) مزار پر انوار سید قوم سید عطاء اللہ بخاری - (۱۵) مرقد منورہ ابر عطا سید عطاء اللہ بخاری - (۱۶) مرقد منورہ عالم بعل سید عطاء اللہ شاہ بخاری - (۱۷) مرقد منورہ پاک باطن امیر شریعت - (۱۸) مرقد منورہ باب عطا امیر شریعت - (۱۹) مرقد منورہ کان جادو امیر شریعت - (۲۰) شستہ زبان حظیب شہیر - (۲۱) روشن خیال آئش بیان - (۲۲) ہشت زبان جادو بیان سید عطاء اللہ شاہ بخاری - (۲۳) مهر منیر جادو بیان سید عطاء اللہ شاہ بخاری - آخر و اصلی